بسم اللہ الرحمن الرحیم

سچ

قیمت سالانہ ۳ر

بیرون ہند ۶ شلنگ

قیمت ششماہی عہ۱ر

فی پرچہ ۱ر

نمبر ۲۸ ۔ ۱۵؍ محرم الحرام ۱۳۴۵ھ ۲۶؍ جولائی ۱۹۲۶ء ۔ جلد ۲

سچی باتیں

عشرۂ محرم گزر گیا۔ تعزیہ داری اور سوز خوانی کی چہل پہل ایک سال کے لئے رخصت ہوگئی کیا آپ کے دل سے بھی حسین رضؓ کی یاد رخصت ہوگئی؟ کیا آپ کے ذہن نے بھی واقعات کربلا کو بھلا دیا؟ کیا آپ بھی ایک سال تک حسین رضؓ اور کربلائے حسین رضؓ کو بھولے ہوئے رہیں گے؟ کیا تاریخ اسلام کے لئے اس اہم ترین واقعہ، اور قربانی و ایثار شہادت و جانبازی کے اس نادر نمونہ کی وقعت و اہمیت آپ کے دل میں صرف اسی قدر ہے، کہ اسلامی سال کے شروع میں گنتی کے چند روز اس کی یادگار میں چند رسمیں منالی جائیں؟ وہ جسد اطہر جو سرور کائنات صلعم کی گود میں پلا تھا، اور جسے آگے چل کر جوانان جنت کا سردار بننا تھا، اس کے خاک میں تڑپنے اور خون میں لوٹنے کی وقعت کیا آپ کی نظر میں بس یہیں تک ہے، کہ سال بھر میں محض ایک ادائے رسم کی طور پر ایک مرتبہ بغیر اپنے دل و دماغ کو حرکت میں لائے، اس داستان کو سن لیا کریں؟

کیا آپ کا دل حسین رضؓ کی محبت سے، حسین رضؓ کی عظمت سے، اور حسین رضؓ کی عقیدت سے خالی ہے؟ اگر خدانخواستہ ایسا ہے، تو آپ کو سچائی کی قدر نہیں، حق پرستی عزیز نہیں، اور آپ کے دل میں حلاوت ایمان کا گزر نہیں۔ حسین رضؓ چند ذرات ارض کے مجموعہ کا نام نہیں، حسین رضؓ ایک مشت خاک کا نام نہیں، حسین رضؓ نام ہے پیکر حق پرستی کا، مجسمہ ایمان و ایقان کا، اور معنی صحو شہادت کا، جس کے دل میں اس پیاری اور دلکش شخصیت کے نام سے سوز و گداز کی کوئی لہر نہیں اٹھتی، وہ سچائی کی قدر نہ اسے حق پرستی عزیز ہے، اور نہ اس کے دل میں قربانی اور شہادت کی کوئی وقعت ہے۔ ایمان بڑی ہی لطیف و نازک چیز ہے، اس کا گزر ایسے درشت و کرخت دل کے اندر کیسے ہو سکتا ہے۔ پس حسین رضؓ کی محبت بدعت نہیں، عین ایمان ہے۔ واقعۂ کربلا کا ذکر کرنا تاریخ اسلام کی بہترین روایت کا درس دینا ہے۔ شہید کربلا کی یاد کا زندہ رکھنا، اپنے جذبۂ ایمان کا زندہ رکھنا ہے۔

محرم کو ختم ہونے نہیں، اسے بڑھایئے اور ترقی دیجئے۔ یاد حسین رضؓ کی زندگی سے غافل نہ ہو جایئے۔ آپ کا سال قدرۃً محرم سے شروع ہوتا ہے، کوشش کیجئے کہ سال کا خاتمہ بھی محرم ہی پر ہو، اور سال کے ہر مہینہ آپ کے ہاں محرم ہی رہے۔ خوش نصیب حسین رضؓ کے انجام پر آنسو بہایئے، لیکن نہ بھولیئے کہ اس طرح کا ماتم بدنصیب و نامراد مُردوں پر کیا جاتا ہے، آپ کا پیارا حسین رضؓ تو زندوں سے بڑھکر زندہ، خوش نصیبوں سے بڑھکر خوش نصیب اور بامرادوں سے بڑھکر بامراد ہے۔ اپنے دل میں تڑپ، ذوق، اور ولولہ پیدا کیجئے، کہ آپ کا انجام بھی حسین رضؓ کے خادموں اور غلاموں، خدمتگاروں اور کفش برداروں کا سا ہو۔ مُردوں کا ماتم مُردہ قوموں کے لئے چھوڑ دیجئے۔ آپ خانوادۂ نبوت کے چشم و چراغ کو، علی مرتضیٰ کے نور نظر کو، بنت رسول کے لخت جگر کو، مردہ نہیں جانئے، زندہ حسین رضؓ کو جگہ دیجئے، اپنی آنکھ کی پتلی میں، اپنے دل میں، اپنے ہر ذرۂ خون میں، اپنے ہر تار نفس میں۔ سچا محرم یہ ہے، کہ آپ کے جسم کا رواں رواں فدائیت اور

وشماوت کے جذبات سے مست و بیقرار، مضطرب و بیتاب نظر آنے لگے۔

اس پاک و پاکیزہ یادگار کو ایک سوانگ یا تماشہ بنا لینا، حق پرست حسین رضہ کے حق پرست پیرووں کا کام تو نہیں ہوسکتا۔ حسین نے تو یزید کی فرمانروائی کی اطاعت نہ قبول کی، جو کم از کم بظاہر تو مسلمان تھا، پھر کیا کسی غیر مسلم غاصب حکومت کی چاپلوسی اور چاکری میں لگے رہنا، اور زبان پر "یا حسین" کا نعرہ جاری رکھنا درست ہو سکتا ہے؟ "م"

لبرل پارٹی کی خانہ جنگی

برطانیہ کی ساری آبادی چند حصوں میں تقسیم ہو گئی ہے، ایک نہایت ذی اثر و مقتدر جماعت کا نام لبرل پارٹی ہے، اس پارٹی کو اپنی قوت پر ہمیشہ ناز رہا ہے۔ گلیڈ اسٹن، ہارکورٹ، برائٹ، وغیرہ اسی کے لیڈر رہ چکے ہیں، اور اس وقت بھی انگریزی پریس کا ایک اہم حصہ اسی پارٹی کے قبضہ میں ہے۔ مئی میں جو عظیم الشان ہڑتال انگلستان میں ہوئی تھی، اس کا ایک ضمنی نتیجہ یہ بھی پیدا ہو گیا ہے کہ خود اس مقتدر پارٹی کے اندر پھوٹ پڑ گئی ہے، اور زبانی و تحریری ہر حیثیت سے یہ خانہ جنگی ترقی پر ہے۔ اسکی بنا یوں پڑی، کہ اس جماعت کے ایک نامور رکن، مسٹر لائیڈ جارج نے جب ہڑتال کا پُر قوت آغاز دیکھا، تو جھٹ سے امریکن اخبارات میں ایک مضمون شائع کرا دیا جس میں ہڑتالیوں کے مطالبات سے اپنی خاصی ہمدردی تھی، اور اسی کے ساتھ اپنی پارٹی کے جلسۂ شوریٰ میں شرکت سے انکار کر دیا! ہڑتال کا خاتمہ، ان کی توقع کے خلاف، شکست و ناکامی پر ہوا۔ اس پر پارٹی کے لیڈر لارڈ آکسفورڈ (سابق مسٹر ایسکوئیتھ) نے ان سے جواب طلب کیا، کہ ایسے نازک موقع پر ان کا یہ طرز عمل کیوں نہ پارٹی کے ساتھ غداری پر محمول کیا جائے؟ ادھر لائیڈ جارج بھی آسانی سے اپنی ہار ماننے والے نہیں، اور نہ پارٹی کے اندر انکی قوت کمزور ہے، انھوں نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا، اور نتیجہ یہ ہے کہ اب دونوں طرف سے زبان و قلم کی جنگ زوروں پر ہے۔ ایک گروہ کا مطالبہ ہے، کہ پارٹی کے نظم و آداب کو توڑنے کی بنا پر لائیڈ جارج کو پارٹی سے خارج کر دینا چاہیے۔ اس مطالبہ میں پارٹی کے مسلّم لیڈر مسٹر ایسکوئیتھ (لارڈ آکسفورڈ) کے ساتھ اکثر پرانے لیڈر مثلاً لارڈ گرے، سر جان سیمن، مسٹر رنسیمن، مسٹر اسپنڈر، مسٹر ہربرٹ گلیڈ، وغیرہ شامل ہیں، اور اخبارات میں اس جماعت کی ترجمانی ویسٹ منسٹر گزٹ کر رہا ہے۔ دوسری جانب مسٹر لائیڈ جارج کی حمایت میں ممبروں کا تقریباً سارا نوجوان طبقہ ہے، اور اس جماعت کو اخبارات میں مانچسٹر گارڈین اور [illegible] کی زبردست تائید حاصل ہے۔ جنگ کی کشمکش اور جذبات کی تلخی روز بروز بڑھتی جاتی ہے، دیکھنا ہے کہ خاتمہ کس نتیجہ پر پہنچ کر ہوتا ہے۔ "م"

برطانوی خزانہ کا دیوالہ

آخر کہنا ہی پڑا کہ ہڑتال کے خاتمہ کے وقت وزیر خزانہ مسٹر چرچل نے ارشاد فرمایا تھا کہ خزانۂ سرکاری پر اس کا بار بقدر ۳۰ لاکھ پونڈ کے پڑیگا، مگر چند ہی روز کے بعد انہیں یہ تخمینہ ناکافی نظر آنے لگا اور اب جو سرکاری اعداد چھپے ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے، کہ نقصان کی تعداد ۷۰ لاکھ پونڈ (۱۰½ کروڑ روپیہ) تک پہنچے گی! یہ وہ خسارہ ہے جو براہ راست سرکاری خزانہ کو برداشت کرنا ہے، باقی اگر نقصان تجارت کو بھی شامل کر لیا جائے تو اسکی میزان کسی صورت میں ایک کروڑ پونڈ (۱۵ کروڑ روپیہ) سے کم نہیں ہوتی، اور اغلب یہ ہے کہ اس سے بھی کہیں زیادہ ہو، بہرحال اس تاوان عظیم کے پورا کرنے کی بجز اس کے کوئی صورت نہیں، کہ آئندہ سال کے بجٹ میں برطانوی رعایا پر نئے ٹیکسوں کا بار ڈالا جائے!

جنگ عظیم کے بعد فرنگستان پر جو اقتصادی وبا کی ہوا چلی، اس کا سب سے پہلا شکار روس ہوا، جہاں "روبل" کی قیمت گرنے لگی۔ روس کے بعد جرمنی کا نمبر آیا، جہاں "مارک" بے قیمت ہو گیا، جرمنی کے بعد فرانس کی نوبت آئی جہاں فرینک روز بروز بے قیمت ہوتا جا رہا ہے۔ کہیں کچھ اسی قسم کی افتاد انگلستان کے "پونڈ" پر تو نہیں پڑنے والی ہے؟ دیانت و صداقت، عدل و انصاف، عزت و شرافت کا دیوالہ اگر نکل جا چکا ہے تو نکل جانے دیجئے، لیکن چاندی اور سونے کے سکوں کا دیوالہ نکل جانا کسی مہذب و شائستہ قوم کے لئے کیونکر قابل برداشت ہو سکتا ہے "م"

"کٹھن کام"

اس عنوان سے جو مقالہ ۲۴ محرم کو چھپا تھا، اسکے سلسلہ میں ایک نامہ نگار صاحب نے ایک مفصل و مدلل سوال فرمایا ہے جسکا ضروری حصہ حسب ذیل ہے:-

"... مقدس بارگاہ حسینی اور خود بعض دیگر نفوس کے فیوض و برکات تقسیم کرنے کے مرتبۂ اعلیٰ پر فائز و مامور ہیں، انکا وجود مقدس خدا کے ہمیشہ ایمان و اسلام کی آب پاشی کرتا رہا ہے۔ میں نے صرف پیری و مریدی کا پیشہ کرنے والوں کی بابت عرض کیا تھا، یعنی وہ رہنمایان گمراہ جو اس شغل کو محض بطور پیشہ و تماشہ اختیار کئے ہوئے ہیں، اور جو ہمہ وقت اپنی گرم بازاری کی تدابیر میں مصروف ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں عوام پر ابلیس بلباس آدم رو کا قبضہ ہے اور انہی کے بہروپ کو ہمہ تن اصلیت و حقیقت یقین کیا جاتا ہے۔ جن شیاطین کی بابت میں نے خاص طور پر عرض کیا تھا وہ جاہل و ادنیٰ طبقہ کے پیروں میں نہیں بلکہ ہندوستان کی ایک اسلامی مملکت (...) میں ان کو درجۂ خاص و مرتبۂ امتیاز حاصل ہے....

کامل و صحیح پیروی رسول کے بارہ میں میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا تھا کہ مثلاً نماز کو ان سب طریقوں سے ادا کرنا کیوں نہ افضل و بہتر سمجھا جائے جو قائم الصلوٰۃ صلعم نے اختیار کئے تھے، مثلاً اکثر رفع یدین کے ساتھ نماز پڑھیں، وتر کے قنوت اکثر تسبیح کے بعد ہاتھ اٹھا کر کبھی ہاتھ چھوڑ کر اور کبھی رکوع سے پہلے پڑھیں...."

سائل محترم نے اگر کہیں بدگمانی یا غلط فہمی پیدا کی ہو، تو وہ بھی رفع ہو جائے، [illegible] پہلا جز کسی جواب کا محتاج نہیں۔ دوسرے جزو کی بابت عرض ہے، کہ اس باب میں کسی محقق عالم شریعت کی جانب رجوع کرنا، جنکی نظر جزئیات فقہیہ پر بھی ہو، بہتر ہوگا۔ یہاں، بطور فتویٰ نہیں، بلکہ محض بطور ذاتی رائے کے، صرف اتنا عرض کیا جا سکتا ہے، کہ اگر تلاش و تحقیق کے بعد اس کا پورا پورا اطمینان ہو گیا ہو، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصداً اور بغیر کسی اتفاقی سبب کے ان مختلف طریقوں سے نماز ادا فرمائی ہے، تو بے شبہ ان سب طریقوں پر عمل کرنا ہی افضل ہوگا۔ لیکن اگر ذاتی تلاش و تحقیق پر اطمینان نہیں تو جس عالم یا مجتہد کے علم و دیانت پر اعتماد ہو، اسی کے بتائے ہوئے طریقہ کی پابندی زیادہ قرین احتیاط ہوگی۔ "م"

زمیندار سے گزارش

تحریر میں ظرافت و بذلہ سنجی سے کام لینا ایک ادبی صنعت ہے، لیکن اس صنعت کو ہر روز برتنا جائز ہو تو کیا، اندر رہتا ہے۔ زبان بہکنے لگتی ہے، اور آگے قدم اٹھ جانا آسان ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ بعض اوقات ہوتا ہے، روزنامہ زمیندار نے مختلف حیثیتوں سے جو اسلامی خدمات انجام دی ہیں، ان سے کسی کو انکار ہو سکتا ہے۔ بھائی ظفر علی خاں صاحب کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے ساتھ جو تعلق قلبی حاصل ہے، اس میں ان سے کسی جاننے والے کو شبہ ہو سکتا ہے۔ ایسی حالت میں یہ دیکھ کر کیسا دکھ ہوتا ہے، کہ ادھر دو تین مہینہ سے افکار و حوادث کے کالم میں برابر ایسی چیزیں نکلنے لگی ہیں، جن پر زمیندار کے دشمن ممکن ہے کہ خوش ہوتے ہوں، لیکن اس کے مخلصوں اور ہوا خواہوں کو بجز شرمندگی کے سر جھکا لینے کے اور کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ دوسری تحریروں سے تو پھر بھی قطع نظر کرنی ممکن ہے، لیکن جس تحریر میں لفظ "نبی" کے ساتھ لفظ "مدینہ" اور "مکّہ" کے ضلع کو (استغفراللہ) صرف کیا گیا ہے۔ اس کی بابت بہتر ہوگا، کہ مدیر صاحب افکار و حوادث مولوی ظفر علی خاں صاحب کی ہی کے مذاق سلیم سے استفسار فرما لیں۔ لطیفہ کو ایک پر لطف آمد تک ہی کے حدود کے اندر رہنا چاہئے۔ یہ تو نہ کر مصنوعی ظرافت کی کوشش میں لطیفہ کو کثیفہ بنا دیا جائے۔ ظاہر ہے کہ اس تحریر کے لکھنے والے کی نیت ہرگز کسی توہین کی نہیں ہو سکتی، لیکن مسلمان کے قلم سے تو کوئی ایسا لفظ ہی نکلنا نہ چاہئے جس سے اسلام، فدائے اسلام، اور رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کے ساتھ اشارۃً بھی کوئی پہلو بے ادبی یا سوءِ ادب کا نکل سکے، اور دشمنانِ اسلام کے ہاتھ میں تمسخر کا ایک اور حربہ آ جائے۔

"مغربی تہذیب و شائستگی"

پیرس ۲۰ جولائی کی اشاعت میں اپنے افتتاحیہ میں لکھتا ہے کہ اگر آج کوئی ذی عقل باشندہ مریخ کا ہماری زمین پر آئے تو وہ دنیا کی موجودہ حالت انتشار کو دیکھ کر دنگ رہ جائے گا، اور ایک ایک سے دریافت کرے گا، کہ جس تہذیب و شائستگی کی اتنی دھوم مچی ہوئی ہے، اس کا نتیجہ یہ کیا ہے؟ ابھی ابھی ایک جنگ عظیم ختم ہوئی ہے، یونان و ترکی دونوں میں استبداد کا دور دورہ ہے، انگلستان اور امریکہ میں بغاوتیں برپا ہیں، فرانس مسولینی کا ابھار اجار رہا ہے، اور پھر اس صورت حال کے ساتھ ساتھ یورپ میں اٹلی، فرانس و برطانیہ کی بحری کشمکش اور جنگی جہازوں کی تیاری میں ایک دوسرے سے مقابلہ، دنیا کے امن پر اور ڈنگ لگا دینے کیلئے مستعد! امریکہ جو الگ تھلگ نظر آتا ہے، وہ محض اپنی جغرافی بے تعلقی کی بنا پر۔

یہ ماتم، ہندوستان کے سب سے بڑے انگریزی روزنامہ کا تھا۔ اب قومی آزادی کے مسئلہ کا مشہور علمبردار رسالہ ماڈرن ریویو اپنے جون نمبر میں یورپ کے موجودہ مہر شکن زمانے پر آنسو بہا رہا ہے، کہ "جب یہ خیال ہوتا کہ جنگ سارے یورپ کا خون چوس لیگی۔ تو کوئی حکومت دوسری جنگ پر آمادہ نہ ہوگی، موجودہ صورت یہ ہے کہ یورپ کی کسی قوم میں دم باقی نہیں ہے، اور جرمنی کا زور ٹوٹنے کے بعد جب سے امریکہ کی قوت بڑھنے لگی ہے، سب کی سب روز بروز اسی کی

[بائیں کالم]

اقتصادی غلامی میں آتی جاتی ہیں۔ اور امریکہ سے جنگ کا حوصلہ یورپ کی کسی حکومت کو نہیں ہو سکتا۔

یہ نقشہ جماعتوں، قوموں، اور سلطنتوں کا تھا، اب افراد و اشخاص کی کیفیت ملاحظہ ہو۔ لندن ڈیلی میل کے صفحات میں ایک نامہ نگار صاحب (ساجاکا رجسٹے) تحریر فرماتے ہیں، کہ موجودہ ترقی یافتہ قوموں سے دل کا چین اور روح کا آرام رخصت ہوتا جا رہا ہے۔ چنانچہ کچھ روز ہوئے، مرد و عورت دونوں کی ایک تعداد کثیر سے جب یہ دریافت کیا گیا۔ کہ آپ از سر نو اس دنیا کی زندگی چاہتے ہیں، تو بعض "ہاں" کہہ کر کسی ایک نے بھی جواب نہ دیا، یعنی جنہوں نے اس زندگی کو پسند بھی کیا انہوں نے بھی کچھ شرطیں لگا دیں۔ واقعات خودکشی کی افراط، جنون دیوانگی اور امراض دماغی کی کثرت، شراب نوشی، یا افیون خوری کے اعداد، اور رنج و غم غلط کرنے کے لئے ہیجان انگیز مشغلوں پر توجہ، یہ ساری علامتیں اسی ایک مرض کی ہیں، کہ لوگوں کا دل دنیا سے اچاٹ ہو رہا ہے۔ اور اس عالمگیر وبا کے روک تھام کی کوئی تدبیر بن نہیں پڑتی! در شہر شما نیز بکنند!

جنگِ ہندوستان میں ہندو مسلمانوں کے درمیان بلوہ ہوتے ہیں

اسی طرح آج کل پیرس میں رومی کلیسا والوں اور آزاد خیالوں (فری میسنوں) کے درمیان ٹھنی آ رہی ہے۔ دونوں فریق ایک دوسرے کے مقابلہ میں مظاہرہ کرتے آتے ہیں۔ اور جنگ ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ دوشنبہ کو بھی بارہ آدمی مجروح ہوئے"

یہ وہ الفاظ ہیں، جو روشن خیال انگلستان کے روشن خیال جریدہ اکنامسٹ نے لکھی ہیں، اور جن کی اشاعت میں پیر وقار رہا ہے کہ یہ غلام ہندوستان کے آقاؤں کا ارشاد ہوتا رہتا ہے، کہ جب تک ان بلووں کا وجود باقی ہے، ہندوستان کو آزادی نہیں دی جا سکتی، کیا اسی فلسفہ پر عمل کر کے اب فرانس کی آزادی بھی سلب کرنے کی کوشش کی جائے گی؟ "م"

آدابِ مجلسی کا بہترین نمونہ

لندن ۹ جولائی۔ نیشنل ریلوے یونین کا سالانہ جلسہ مسٹر ڈربی کی صدارت میں بمقام ویو منعقد ہوا۔ صدر صاحب نے گورنمنٹ، ریلوے کمپنیوں اور وزیر اعظم کو جی بھر کر کوسا۔ اور مسٹر بالڈون وزیر اعظم کی بابت یہ ارشاد فرمایا کہ وہ ایک خطرناک منافق ہے"۔ (رائٹر)

لندن ۹ جولائی۔ جس وقت پارلیمنٹ کے دار الامراء میں کوئلہ کے کانوں کے آٹھ گھنٹے والے قانون پر شاہی منظوری کے دستخط ثبت ہو جانے کی اطلاع آئی ہے، تو ایک عجیب ہڑبونگ مچ گئی۔ لیبر پارٹی والوں نے یورش کر کے عمارت کو گھیر لیا، شرم شرم کے نعرے لگائے جاتے تھے، اور کاغذ پھاڑ پھاڑ کر چلائے جاتے تھے، کہ یہ خونیوں کا قانون ہے! آخر کار دار العوام کی غلام گردش میں کنسرویٹو ممبروں اور لیبر ممبروں کے درمیان ہاتھاپائی کی نوبت آ ہی گئی! (سرکاری وائرلیس)

لندن ۱۰ جولائی۔ مسٹر ایرشٹ ہرو نے ایک معزز کر دشمن کا بیان "مجھے اس پر ذرا بھی افسوس نہیں کہ میں نے مار پیٹ کی۔ البتہ اس کا افسوس ہے، کہ ایک بجز شخص کو پیٹ دیا۔ میں دار الامراء کے برآمدہ میں۔

(بر صفحہ کالم ۲) ... ۳: بے اطمینانی و پریشانی کی زندگی بسر کرنے اور اپنے درمیان سے چین اور سکون کے اٹھ جانے اور اپنے تئیں تباہی و ہلاکت کی دہلیز پر پانے کا اقبال آج کر رہی ہیں؟ کیا یہ بھی غیر مہذب جاہل اور وحشی ہیں؟ کیا یہ بھی سود خواری سے محترز ہیں؟ علیگڑھ کے ایک بزرگ کی مسلسل تجربہ دن سے تو یہی معلوم ہوا تھا کہ ہر دور کا درمان ... سود خواری ... کہ یہ سود خوار ... اس قدر ... اور

قربانی
فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ

(از مولانا مناظر احسن صاحب شیخ الحدیث جامعہ عثمانیہ دکن)

نمبر ۳

پیرلینڈ (ہندوستان یا گل کھیڑا) کے باشندے کہتے ہیں اور صرف وہی کہتے ہیں۔ ان کی ایک محدود جماعت کہتی ہے، محدود جماعت کے چند طبقات کہتے ہیں اور ان طبقات میں سے بھی اگر کہتے تو وہی ہیں جو اپنے ۳۲ دانتوں میں کچلی رکھنے والے انسان کہتے ہیں، لیکن کہتے ہیں، خدا جانے کن مصلحتوں کی بنا پر کہتے ہیں کہ جانوروں کو کیوں ذبح کرتے ہو جاندار ہستیوں کو کیوں مارتے ہو کتنی اچھی بات کہتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جذبہ رحم جس کا تخم تمام عالم کی انسانی فطرت کی گہرائیوں میں بویا گیا تھا اور بجز اس کے کہ ہر سطح پر ہر جگہ اسکی نمایش بھی ہوتی رہتی ہے، اس کے آثار پیدا ہوتے ہیں، یکایک ساری دنیا سے سمٹ کر صرف ان ہی سینوں میں اتر آیا ہے، اسی ملک کے باشندوں میں اس کا سواد جمع ہو گیا ہے جنکی قسمت میں محکومیت کے سوا تاریخ والوں کے نزدیک اور کچھ لکھا ہوا نہیں ہے۔ مبارک ہے وہ ملک جو جانوروں پر رحم کرتا ہے اور کسی کو اپنے ملک میں آنے سے نہیں روکتا۔ یا جذبہ رحم کی مغلوبیت سے نہیں روک سکتا، وہ دو مردوں کو مار نہیں سکتا کہ وہ جاندار ہیں، حتیٰ کہ خود بھی نہیں مر سکتا کہ اس کے پاس بھی جان ہے۔

موت!! کتنا بھیانک لفظ موت ہمارے ملک میں، ہمارے مرد ورد ملک نے اس کا تو احساس کیا اور بعضوں نے کیا، بڑی مشکل شے، نہایت وحشتناک حقیقت، لیکن جس طرح اس کی قوتوں کو انھوں نے محسوس کیا تھا کوشش کرنے کہ اس مشکل کے حل کی کیا راہ ہے؟ مارا بھی اُٹھ جاتا ہے اور مارا جاتا بھی اٹھا دیا جاتا ہے، لیکن مرنے کو کون ٹالے، اور تیغ و تبر موت تو مرد لذیذ کے منہ سے کتنی آسان ہو گئی، پورٹ ادھر ہیں تیرا جام کتنا خوشگوار تھا جب شب وطن کے بیٹے تجھ میں شریک کر دیئے گئے "تم وطن کے لئے ہو" ایک آواز موت کی نفی کو دھو دیتی ہے "تم قوم کے لئے ہو" کتنا پیلا نغمہ جس نے موت کی تلخی کو نرم کر دیا۔ لیکن اسی کے ساتھ ایک اور آواز دی جاتی ہے "تم اس کے لئے ہو جس کے لئے سب کچھ ہے" تم تاڑ کہ مرد رج کی نیتاں کا کیا حال ہو جانوں سے اضطراب کی کیا کیفیت ہو؟ لوگ شاعری سمجھیں گے لیکن یہ بالکل سچ ہے کہ جنگ کے میدان میں اور دمشق کی وادی میں، قادسیہ اور یرموک کی گھاٹیوں میں اس نداء نے موت کو جتنا شیریں جتنا لذیذ کر دیا تھا کبھی نہیں کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موت کیا تھی؟ ان میدانوں میں کیا تھی؟ ایک کھیل تھی، ایک تماشا تھا جس کا سب کچھ ہے اور جس کی طرف سب جا رہے ہیں، اسی کے لئے اسی کی طرف جانے لگے لئے، موت کے موڑ کی تلاش کس بیتابی کے ساتھ کی جاتی ہے!

جیو تو چھپا نہیں کرنا چاہتے، جانوں کو ایذا نہیں پہنچانا چاہتے۔ اسلام کا بھی یہی حکم ہے بلا وجہ کسی جاندار کے ستانے کو کون جائز کہہ سکتا ہے، جانوروں کو بلا وجہ مارنے والے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر ملعون کئے گئے ہیں ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت کی ہے جو کسی جاندار چیز کے ساتھ چاند ماری کھیلے، اور فقط اس طرح جو جیا کرنے والے ہی ملعون نہیں ہیں بلکہ دنیا کے آخری اور سب سے بڑے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر وہ بھی ملعون کیا گیا ہے جو کسی جاندار کو بھی دکھ پہنچائے، صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے کے پاس سے گزرے آپ نے دیکھا کہ کسی نے اس کے چہرہ کو داغ دیا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا "خدا کی اس پر لعنت ہے جس نے اس کو داغا"

مسلم ہی میں ہے کہ آپ نے عموماً جانوروں کو ان کے منہ اور چہرہ پر مارنے کی ممانعت فرما دی ہے، اور صرف مارنے پیٹنے پر کیا موقوف ہے، جانوروں کو کھانے پینے کی تکلیف پہونچانا اسلام میں بہت بڑا گناہ ہے۔ اسی طرح ان کو آرام پہونچانا بہت بڑا ثواب ہے۔ معراج کی حدیث میں کس نے نہیں پڑھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک عورت کو جہنم میں عذاب بھگتے دیکھا اس نے ایک بلی پال رکھی تھی جس کو نہ چھوڑتی تھی کہ خود چل پھر کر کچھ کھائے اور نہ خود کھلاتی تھی۔

اسی طرح آپ نے فرمایا کہ ایک شخص جنت میں فقط اس لئے گیا کہ اس نے ایک پیاسے کتے کو اپنے موزہ سے پانی نکال کر پلایا۔ یہ دونوں روایتیں بخاری میں ہیں۔ صرف ان ہی دو روایتوں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جانداروں کو دکھ اور سکھ پہونچانے میں اسلام کا نقطہ نظر کیا ہے۔

بالفعل مرنے میں بھی اذیت ہوتی ہے، خود مرے یا دوسرا مارے نزع روح کی تکلیف دونوں میں مشترک ہے۔ پھر کون ہے کہ موت کا تلخ گھونٹ چکھنے کو جاندار ہستیوں کے حلق سے ہٹا لے۔

لوگ کہتے ہیں کہ مارنا چھوڑ دو۔ لیکن کیا ممکن ہے؟ پانی کے ہر قطرہ میں ہزاروں کیڑے رہتے ہیں ان کا مرنا کس طرح بند ہو؟ سانپ، بچھو، کھٹمل، جوں، ان کے مارنے کو کون روک سکتا ہے؟ تالابوں سے، باولیوں سے پانی نکالا جاتا ہے، تالاب کا پانی خشک ہو جاتا ہے اور انسان ہزاروں جانوروں کے خون سے اپنا ہاتھ رنگین کرتا ہے، کھیتوں کے سوراخ میں خدا جانے کتنے کیڑے، مکوڑے رہتے ہیں، ان کی گردن الگ ماری جاتی ہے، دانہ آٹا اگر اس دم کچھ چھوڑ دیا جاتا ہے تو اناج کے بغیر پھر انسان کا کام گھٹتا ہے۔ آخر وہ بھی تو جاندار ہے۔ اس کو بھی جانے دو، جگدیش چندر بوس کے اس اعتراض کا کیا جواب ہے کہ درختوں کو بھی کاٹنے سے تکلیف ہوتی ہے اور اس مسئلہ کو یورپ اور امریکہ کی تجربہ گاہوں میں انھوں نے سائنس کے غیر مشکوک آلات سے مشاہدہ بھی کرا دیا اور "لا تقرب" "لا تر منے" کے روکنے پر ہم قادر بھی ہو جائیں تو مرنے کو کون روک سکتا ہے؟ موت کی تکلیف تو بہرحال باقی رہ جاتی ہے۔ کسی نے نہیں، کوئی نہیں، ان میں سے ایک بھی نہیں جس نے اس مسئلہ کو سوچا، اس عقیدہ کو سمجھایا عالم کے اس رب، کو بھی جس نے مٹا، روحوں کی اس تیغ کی طرف جس نے توجہ کی رو بھی وہی تھا جس نے عالم کی دوسری مشکلات کو آسان کیا۔ اسے حب وطن کے نعرے موت کی کلفت لذت بن جاتی ہے، قوم کے نام سے جب مرگ کا پیالہ امرت بن جاتا ہے تو پھر دنیا کو یہ پیغام کیوں نہیں سنایا گیا کہ وطن اور قوم جس کے لئے ہے آسمان و زمین جس کے لئے ہیں

ذرہ سے کہ آفتاب تک جس کے لئے ہے اس "مقدس نام" سے اس مشکل کو حل کیجیے اور حلال کو باعزت بنایا جا سکتا ہے، اور یہی وہ راز ہے کہ اسلام نے اعلان کیا کہ کوئی چیز نہ ماری جائے نہ کسی جانور کو ذبح کیا جائے۔ جبتک کہ اس پاس "مقدس اور بڑے نام" کا ذکر نہ کر لیا جائے۔ قرآن نے اس حکم کی تشریح کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چڑیا یا اس سے بڑے جانور کو ماریگا تو خدا کے یہاں جواب دہ ہوگا جب تک اس کا حق نہ ادا کرے۔ صحابہ نے پوچھا کہ اس کا کیا حق ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ آپ نے فرمایا "خدا کا نام لیکر ذبح کرنا" جو حقیقتاً کے وہاں سے بچنے کی یہی راہ ہے۔ عرب کا گھوڑا اپنے آقا کو پہچانتا ہے، ہندوستان کا ہاتھی اپنے مالک کو جانتا ہے، یورپ کا کتا اپنی سوسائٹی سے محبت کرتا ہے اگر یہ سچ ہے اور قطعاً سچ ہے تو پھر میرے اس بیان کی کیوں تکذیب کی جاتی ہے کہ دنیا کے جاندار اپنے جان آفریں کو پہچانتے ہیں۔ تم اپنے آقا کے لئے، اپنے وطن کے لئے، اپنی قوم کے لئے مرنا آسان ہے، ان پر اپنے خدا کے لئے اپنے پالنے والے کے لئے جس طرف ہر چیز پلٹ کر جانے والی ہو اس کے لئے جو ساری موجودات کا سرچشمہ ہے سب سے بڑا ہے، اس کے لئے "بسم اللہ اللہ اکبر" کا کلمہ جانفزا سن لینے کے بعد مرنا آسان ہوجاتا ہے۔

پس جو پانی کے کیڑوں کو بغیر بسم اللہ کے پیتا ہے، جو کسی جانور کو بغیر بسم اللہ کے مارتا یا ذبح کرتا ہے اور جو کسی درخت کو اللہ کا نام لئے بغیر کاٹتا ہے بلاشبہ وہ "جیو ہتیا" کا مرتکب ہے پر جس نے جانوروں کی تلخ موت کو شیریں سے بدل دیا وہ ان کا دشمن نہیں بلکہ محسن ہے کیونکہ وہ اگر ذبح نہ ہوتے تو کبھی نہ کبھی خود مرتے اور موت کی ساری اذیتوں کے ساتھ مرتے کتنا مبارک ہے وہ انسان جس نے جاندار ہستیوں کو ایک بڑی مصیبت سے نجات بخشی۔

خانہ کا ستون خدا ہی کو نہیں خدا کے رسول کو بھی پہچانتا ہے اشجار و احجار صرف خدا ہی کے حکم کو نہیں جانتے بلکہ اس کے پیغمبر پر سلام بھیجتے ہیں اس کی رسالت کی شہادت دیتے ہیں۔ کیا وہی اونٹ جو آنحضرت کے قدموں پر سر ڈال کر روتا اور بلبلاتا تھا اور اپنے مالک کی شکایت کرتا تھا کہ وہ مجھ سے کام زیادہ لیتا ہے لیکن کھلاتا کم ہے، کیا یہ عقل کی بات ہے کہ وہ حضور کو پہچانتا تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس ذات اعلیٰ کے رسول اور عبد تھے اُس کی کوئی معرفت اپنے پاس نہیں رکھتا تھا، اور یہی وہ راز ہے کہ صحیح ذبح ایسا ذبح جس کے متعلق آخرت میں پرسش نہ ہوگی اور جسکو کھایا جا سکتا ہے اس کے متعلق تسمیہ کی شرط لگا دی گئی بلکہ ہر فعل کی ابتدا میں بھی اس شرط کو عام کر دیا تاکہ اس نام سے جہاں اور برکات حاصل ہوتے ہیں وہاں ایک نفع یہ بھی ہے کہ اگر کسی فعل یا عمل میں دانستہ یا نادانستہ کسی جاندار سے دامن الجھ جائے تو اسکی پاداش سے انسان بچ جائے۔ جین مت کے تقشف رات کو نہیں کھاتے، منھ پر ڈھاٹے باندھتے ہیں کہ کہیں غذا یا سانس کی راہ سے کوئی کیڑا اندر نہ چلا جائے لیکن جس نے بسم اللہ لیکر میدان عمل میں قدم رکھا ہے یا جو بسم اللہ لیکر کھاتا ہے وہ ان تمام قیود سے آزاد ہے اور ان سے زیادہ بہتر طریقہ سے حیوانات کی موت اور اذیت کے مسئلہ کو اس نے آسان کر دیا علی الخصوص

قربانی کے موقع پر جو جاندار اللہ کے نام سے اپنی مشکل کو حل کرتا ہے … بلند نسبت کے لیکن جس جگہ پر اسمٰعیل کو ہونا چاہیے اللہ اللہ آج … مقام پر خدا کی رحمت کا تو اندازہ کرو کہ ایک جانور ہے۔ مٹی گھانس میں جا کر گھانس ہوجاتی ہے۔ گھانس بکری میں پہنچ … بکری بن جاتی ہے پھر کیا یہ کہنا غلط ہے کہ بکری انسان میں جا کر … ہوجاتی ہے۔ انسان جب ترقی کرتا ہے تو دنیا کی زندگی سے آگے … بہشت کی زندگی حاصل کرتا ہے، اسی طرح اگر لوگ یہ کہتے ہیں کہ جا… ذبح ہونے کے بعد انسان کی غذا بنکر "جنت" پہنچ جاتا ہے تو لوگ اسے … کیوں ہیں؟ ہر ماتحت کے لئے اس کا بالائی درجہ جنت نہیں تو اور کیا … لوگوں نے تعبیر کا نام تحزب رکھا ہے لیکن نام سے حقیقت پر کیا اثر پڑتا ہے

(ابوالقاسم)

(بقیہ صفحہ ۳) پہنچا ہوا تھا کہ بہت ہی نامہذب اور گندہ نعروں اور فقروں … میرے کان میں آنے لگیں۔ میں اٹھا، اور ممبر والوں سے جاکر میں نے کہا کہ تمہارا … نہایت غیر شریفانہ ہے۔ اس پر ان میں سے چند گالیاں بکتے ہوئے میرے … ایک نے میرا ایک ہاتھ پکڑ کر گھسیٹ … اور دوسرے … میں نے بھی اسے چٹکی دی، اور خوب مرمت کر دی۔ اسکے بعد وہ آیا، اور معذ… کرکے کہنے لگا کہ اس نے کوئی بدزبانی نہیں کی تھی۔ … ہاتھ جلائے، ملاکر گلاس چڑھا جائے"

(آنیر کا خاص تار)

لندن - ۲۰ جولائی … میں جولائی کو جو شرمناک منظر پیش آیا تھا، … بابت آج ایک کنسرویٹو ممبر کے جواب میں صدر صاحب نے کہا کہ اس واقعہ سے … اُنکی اور پارلیمنٹ دونوں کی سخت توہین ہوئی، اور اسکی بابت انھوں نے پوری طرح تاسف و ندامت کا اظہار کیا۔ لیبر ممبروں نے اسپر پھر غل غپاڑہ مچایا۔ صدر صاحب … کہا کہ اگر … جولائی کے منظر کا اعادہ ہوا، تو انہیں پوری باضابطہ کارروائی کرنی پڑیگی … فرنگی تہذیب کے ان دلچسپ نمونوں کے بعد ہندوستانی کانفرنسوں، کانگریس اور کونسلوں کی … بڑی سی بڑی بدتمیزی بھی قابل گرفت رہ جاتی ہو … ہندوستانی وہ شاندار تماشے نہیں فرنگی مجلس … زندگی کے روز مرہ کے تجربات و مشاہدات ہیں۔

"م"

اہل تدبیر کی تقدیر!

اس ماہ جون کا ذکر ہے کہ لیک ڈنمارک کے قریب جہاں امریکہ کے حربیات بحری یعنی جہازات وغیرہ کا سب سے بڑا ذخیرہ جمع رہتا ہے، آسمان سے بجلی گری، اور … کا سامان آناً فاناً برباد ہو کر رہ گیا، چند فرلانگ کے فاصلہ پر بڑی خرابی … بارود وغیرہ واقع ہوا اسکا بھی ایک بڑا حصہ ملیا میٹ ہوکر رہ گیا … غضب کا تھا کہ کئی میل کے حلقہ میں بھونچال آگیا، اور یہ معلوم ہونے لگا کہ گویا کوئی آتش فشاں پھٹ گیا ہے جو کچھ ہونا تھا ہو کر رہا، اور تقدیر کے وار کو تدبیر کی کوئی سپر نہ روک سکی۔

یہ تو شاید رعد و برق کی مادی قوتوں کا کرشمہ تھا، اور ممکن ہو کہ کبھی زمانہ میں ان مادی مصیبتوں کا کوئی مادی علاج بھی نکل آئے، لیکن مظلوموں کے دلوں سے جو آہ نکلتی ہو، بیکسوں اور زیردستوں کی آہوں سے جو دھواں اٹھتا ہو، اور اس سے قہر خدا کی جو بجلی گرتی ہو، اسکے روکنے کی قوت کسی انسانی دماغ میں نہیں، اس سے اپنے تئیں محفوظ رکھنا کسی بشر کے بس کی بات نہیں۔ قرآن کریم نے تو زندگی و موت کے اس قانون کو بہت صاف الفاظ میں بیان کر دیا ہے کہ قوموں پر مصیبتیں اور آفتیں اس لئے ڈالی جاتی ہیں کہ لوگوں کے دل نرم پڑیں، اور جاہلانہ اپنی عادت پر اصرار کے وقت ہر خدا ترسی و خدا پرستی کے جذبات پیدا ہوں، لیکن جب قومیں اس کے برعکس … مادی وسائل پر اعتماد زیادہ بھروسہ کرنے لگتی ہیں، اور ان کی انانیت انہیں مغرور بنادیتی ہو، تو فی الوقت اس قوم کو

رفع الضنک عن منافع البنک

از جناب مولنا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ

سچ کے پڑھنے والے ایک بھائی نے جو اتفاق سے خود بھی ایک ضلع میں اب رجسٹراری کے عہدہ پر ہیں جناب مولنا اشرف علی صاحب تھانوی کا تازہ اور آخری رسالہ سودی بینک کے باب میں عنایت فرمایا ہے۔ جسے ہم شکر گزاری کے ساتھ سچ کے صفحات میں بجنسہ شائع کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ رسالہ کی زبان وطرز اداعام فہم نہیں۔ تاہم اہل علم کا گروہ امید ہے کہ اس سے پورا نفع حاصل کر سکے گا۔ مولنا موصوف کے شاگردوں اور مریدوں میں سے کوئی صاحب اسی مضمون کو اگر سادہ زبان میں زیادہ وضاحت کے ساتھ تحریر فرمائیں، تو سچ اسکا چھاپنا بھی اپنی سعادت سمجھے گا۔

جن صاحب نے یہ رسالہ عنایت فرمایا ہے۔ انھوں نے ایڈیٹر سچ کے نام ایک خط بھی روانہ کیا ہے جس کا ضروری اقتباس حسب ذیل ہے (صاحب مکتوب خدا معلوم اپنے نام کی اشاعت پسند کریں یا نہ کریں، اس لئے سردست ان کا نام نہیں چھاپا جاتا ہے، اگر انھوں نے اجازت دے دی تو ان کا نام بھی ظاہر کر دیا جائے گا)

"اس خاکسار کو خدمت اقدس میں نیاز حاصل نہیں ولیکن آپ کے مضامین ہمدم اور سچ میں دیکھنے کا اتفاق ہوا خصوصا وہ جو منشی طفیل احمد صاحب کے جواب ہیں۔ حال میں مرشدی ومولائی حضرت مولنا ومقتدانا مولنا تھانوی مدظلہم العالی کی خدمت میں حاضری کا اتفاق ہوا۔ میری زبان سے آپ کے مضامین اور آپ کے اخبار کی تعریف نکلی ..... مولنا مدظلہ العالی نے بہت خوشی کا اظہار کیا اور اپنی ایک مختصر تحریر تحقیق مسئلہ سود بنک میں مجھے آپ کے پاس بھیجنے کے لئے دی، جو اسی لفافہ میں بھیجتا ہوں اور فرمایا کہ مجھے فرصت کم ہے اگر کوئی چاہے تو اس مختصر تحریر کو بہت کچھ وسعت دے کر لکھ سکتا ہے۔

بندہ ناچیز وحقیر ..... سب رجسٹرار ضلع .....

شروع میں ناشر رسالہ کی جانب سے ایک تمہید حسب ذیل ہے۔

آج کل ہندوستان میں مسلمانوں کو سودی معاملات کرنے کی طرف زیادہ ترغیب دی جارہی ہے اور مسلمانوں کی ترقی کو اسی میں منحصر رکھا ہے، اور جو اصل ذریعہ ترقی کا ہے یعنی استقامت الدین اس کا کہیں ذکر بھی نہیں اور رجال کی تحریرات میں تو اس کے جواز کے لیے حدود وشروط کی بھی قید نہیں اور روپیہ کثرت شائع ہوتی رہتی تھیں، اور بعض علما اگر بعض قیود کے ساتھ بعض خاص صورتوں کو جائز لکھتے ہیں مگر ظاہر ہے کہ جب یہ سلسلہ چلے گا تو حدود کی کون رعایت کرے گا۔ عوام حرام میں مبتلا ہوں گے اس لئے ضرورت تھی کہ ایک جامع محقق رسالہ اس بحث میں لکھا جاوے جس میں ہر پہلو پر گفتگو کی گئی ہو۔ خدا کا شکر ہے کہ اس ضرورت کو حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولنا مولوی محمد اشرف علی صاحب نے پورا فرمادیا، اور یہ رسالہ جو آپ حضرات کے ہاتھوں میں ہے تالیف فرمایا جو بحمداللہ بہمہ وجوہ مکمل ومحقق ہے حق تعالی اس کو نافع عموم اور مسلمانوں کو عمل کی توفیق عطا فرماوے۔ چونکہ اس سے پہلے ۱۳۳۲ھ میں بھی ایک تحریر حضرت حکیم الامۃ دام ظلہم کی اس بحث میں مسمی بہ تحذیر الاخوان شائع ہو چکی تھی، اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس رسالہ کو اسی کے ساتھ بطور تتمہ کے لگا دیا جاوے اور مستقل بھی شائع کیا جاوے۔ سو بحمداللہ دونوں طرح رسالہ تیار ہے جو حضرات صرف رسالہ ہذا طلب فرماویں وہ ایک آنہ کا ٹکٹ اور جو مجموعہ طلب فرماویں وہ پانچ آنے کے ٹکٹ ارسال فرماویں انشاء اللہ رسالہ ان کی خدمت میں پیڈ روانہ کر دیا جاوے گا۔ امید کہ ناظرین اس خاکسار کو بھی دعا میں فراموش نہ فرماویں گے۔ والسلام

احقر محمد شبیر علی عفی عنہ مدیر رسالہ النور تھانہ بھون ضلع مظفرنگر

تنبیہ از حضرت حکیم الامۃ دام ظلہم العالی

یہ رسالہ بنک وغیرہ سے سود لینے کے مسئلہ میں میری آخری تحقیق ہے اگر کوئی تحریر میری اس کے خلاف دیکھی جاوے وہ سب اس سے منسوخ (یعنی مرجوع عنہ) ہے ۔۱۲ اشرف علی

اس کے بعد اصل رسالہ شروع ہوتا ہے

نمبر ۱

سوال۔ علمائے حنفیہ رحمہم اللہ تعالی سے سوالات ذیل میں حق کے جوابات بحوالہ اسناد تحریر فرمائے جاویں ؟

سیونگ بنک اور بنگال بنک اور لندن بنک کہ جنکی شاخیں اکثر مقامات پر ہندوستان میں ہیں جو خالص گورنمنٹ انگلشیہ کے سرمایہ سے ہیں اس میں روپیہ داخل کر کے اس کا سود لینا شرعا جائز ہے یا نہیں ؟

گورنمنٹ انگلشیہ کو ملک ہندوستان میں کسی قسم کا قرضہ دینا اور اس کا سود لینا شرعا جائز ہے یا نہیں ؟ آمدنی وقف کا ایسے بنکوں میں یا ایسے قرضوں میں صرف کر کے اس کا سود مصارف وقف میں صرف کرنا شرعا جائز ہے یا نہیں ؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ اولا چند اصول بطور مقدمات کے لکھ کر تا ہوں پھر جواب عرض کروں گا۔

مقدمہ اولے جو مسئلہ ہمارے اصحاب میں مختلف فیہ ہو اس کے ترجیح میں بعد تطبیق بین الاقوال المختلفۃ یہ فیصلہ ہے کہ جو شخص قوۃ دلیل کو سمجھ سکتا ہے وہ اس قول کو لے جو دلیلا اقوی ہو۔ فی مقدمۃ الدر المختار رسم المفتی ان ما اتفق علیہ اصحابنا فی الروایات الظاہرۃ یفتی بہ قطعا واختلف فیما اختلفوا فیہ والاصح کما فی السراجیۃ وغیرھا انہ یفتی بقول الامام علی الاطلاق ثم بقول الثانی ثم بقول الثالث ثم بقول زفر والحسن بن زیاد وصحح فی الحاوی القدسی قوۃ المدرک فی رد المختار قوۃ المدرک ای الدلیل وبہ عبر فی الحاوی قال ح والذی یظھر فی التوفیق ای بین ما فی الحاوی وما فی السراجیۃ ان من کان لہ قوۃ ادراک لقوۃ المدارک

یعنی بان قول القوی المدرک والا فالترتیب اقول یدل علیه قول السراجیه والاول هو اذا لم یکن المفتی مجتهدا فهو صریح فی ان المجتهد یعنی من کان اهلا للنظر فی الدلیل یتبع من الاقوال ما کان اقوی دلیلا والا اتبع الترتیب السابق وعن هذا تراهم قد یرجحون قول بعض اصحابه علی قوله کما رجحوا قول زفر وحده فی سبع عشرة مسئلة فنتبع ما رجحوه لانهم اهل النظر فی الدلیل۔

مقدمہ ثانیہ۔ مسئلہ ربوا بین المسلم والحربی مختلف فیہ ہے امام صاحب اور امام محمد چند قیود کے ساتھ جواز کی طرف گئے ہیں امام ابو یوسف اور ائمہ ثلثہ عدم جواز کی طرف۔ فی الدر المختار باب الربوا ولا بین حربی ومسلم مستامن ولو بعقد فاسد او قمار ثم لان ماله ثمه مباح فیحل برضاه مطلقا بلا غدر خلافا للثانی والثلاثة وحکم من اسلم فی دار الحرب ولم یهاجر کحربی فللمسلم الربا معه خلافا لهما الی قوله قلت ومنه یعلم حکم من اسلما ثمه ولم یهاجرا فی رد المحتار احترز بالحربی عن المسلم الاصلی والذمی وکذا عن المسلم الحربی اذا هاجر الینا ثم عاد الیهم فانه لیس للمسلم ان یرابی معه اتفاقا کما یذکره الشارح۔

مقدمہ ثالثہ۔ اعانت علی المعصیۃ معصیت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ط۔

مقدمہ رابعہ۔ اگر کسی کا قول یا فعل دوسرے کے لیے سبب وقوع فی المعصیت کا ہو جاوے اور وہ حد ضرورت تک نہ پہنچا ہو تو اس کا ترک اُس پر واجب ہے۔ فروع کثیرہ فقیہ اس اصل پر مبنی ہیں۔

مقدمہ خامسہ کالتتمۃ للرابعۃ۔ مواقع تہمت و بدنامی سے بچنا ضروریات سے ہے۔

مقدمہ سادسہ۔ اسباب نہی کے مختلف و متعدد ہو سکتے ہیں تو ایک کے رفع سے باقی کا رفع لازم نہیں آتا و ہذا ظاہر۔

مقدمہ سابعہ۔ کسی کے فتویٰ جواز کے بعد اُس فعل کو ترک کرنا صاحب فتویٰ کی مخالفت نہیں ہے البتہ فتویٰ وجوب کے بعد اُس فعل کو ترک کرنا یا فتویٰ حرمت کے بعد اُس فعل کا ارتکاب کرنا بیشک مخالفت ہے بعد تمہید ان مقدمات کے اب جواب عرض کرتا ہوں کہ مقدمہ ثانیہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور قائلین بالجواز کے نزدیک بھی اس میں اتنی قیود ہیں:۔ نمبر ۱۔ وہ محل دار الحرب ہو۔ نمبر ۲۔ معاملہ ربوا کا حربی سے ہو۔ نمبر ۳۔ مسلم اصلی سے اور نہ ذمی سے ہو۔ اور مسلم اصلی وہ ہے جو دار الحرب میں آنے کے قبل اسلام لایا ہو خود یا تبعاً لاتباً۔ نمبر ۴۔ معاملہ کرنے والا وہ مسلم ہو جو دار الاسلام سے دار الحرب میں امن لیکر آیا ہو یا وہ مسلم ہو جو دار الحرب ہی میں اسلام لایا ہو وہ مسلم اصلی نہ ہو جو خود دار الحرب میں رہتا ہو اس قید رابع کی تحقیق

کہیں نظر سے نہیں گزری مگر اس قاعدہ کی تحقیق کہ روایات فقیہ کے مفاہیم حجت ہیں اس بنا پر اوپر کی روایات سے یہ قید لازم ہے اس کے بعد جو دونوں قولوں کے دلائل میں نظر کی گئی تو ابو یوسف رح کے دلائل قوی ہیں چنانچہ مفصلاً رسالہ تحذیر الاخوان میں ذکر کیا گیا ہے اُن میں سے صرف ایک دلیل اس وقت ذکر کرتا ہوں۔

آقاؤں کے احسانات غلاموں پر!

ایک ناشکر گزار اور احسان فراموش بندہ

اعتراف کیسا ہی کرے لیکن ہمارے فرنگی آقا تو بہر حال اپنے اُن احسانات کو نہیں بھول سکتے جو اُنھوں نے سارے غلامان عالم کی گردنوں پر کئے ہیں، اور جنہیں اکثر واضح الفاظ میں وہ یاد بھی دلاتے رہتے ہیں۔ ابھی حال میں لارڈ گسفرڈ (مسٹر اسکرتھ) نے سنڈے ٹائمز میں ایک طویل مقالہ اس بحث پر تحریر فرمایا تھا کہ دنیا نے غلامی کے رواج کو مٹانے اور غلاموں کو آزاد کرنے میں مسیحی قوموں کو کس قدر دخل رہا ان مقالات کی سیاہی ابھی خشک نہ ہونے پائی ہوگی کہ ۱۹ - نومبر کو لارڈ ایمپریس (سابق وزیر ہند) نے تقریر فرمائی جس میں جنوبی افریقہ کے قانون امتیاز رنگ کی حمایت ثابت کرنے میں فرنگی تمدن کا آپ نے سب سو بڑا جوہر یہ بتایا کہ یہ سب کو آزادی و مساوات کا درس دیتا ہے۔ اور پھر مانچسٹر گارڈین نے اسی موضوع پر ایک مقالہ بھی تحریر فرمایا۔

"دانایان فرنگ جب کسی مسئلہ کا فیصلہ صادر فرماتے ہیں، تو نادان مشرق بجز اس کے کہ تعجب ظاہر کر سکتا ہے، لیکن اس تعجب کا کیا علاج، کہ اہل مشرق کا حافظہ اسقدر ضعیف نہیں کہ کل کے تجربہ کو آج بھول جائیں۔ اور اگر بالکل ہی سہو اور بے تمیز ہو تو چند سوالات تو وہ ہمت و ادب کے ساتھ ضرور کر ہی سکتے ہیں۔

سرجان ہاکنس، جو حبشیوں کو پکڑ پکڑ کر لانے اور اُنکی تجارت کرنے میں خاص شہرت رکھتے تھے، انگریزی ہی قوم کے فرد تھے، یا کسی اور قوم کے؟ بردہ فروشی میں جس جہاز کی شہرت یسوع نامی ایک جہاز کو تھی وہ حکومت انگریزی ہی سے متعلق تھا یا کسی اور سے؟ سنہ ۱۶۹۸ء میں یہ سرکاری فرمان، کہ رعایا کا ہر فرد مجاز ہے کہ افریقہ کے جس ساحل کو چاہے تاراج کرکے وہاں کے باشندوں کو غلام بنالے۔ برٹش گورنمنٹ نے شائع کیا تھا، یا کسی مشرقی تاجدار نے؟ جنہوں نے ایک صدی کی مدت میں کم از کم بیس لاکھ غلام پکڑ پکڑ کر یورپ کی سرزمین پر لانے لگے، فرنگیوں نے اپنی ہی قوم کی بابت لکھا ہے، یا مشرقیوں کی بابت؟ سنہ ۱۸۰۰ء میں گورنر ورجینیا کے نام یہ فرمان، کہ اگر اس نے مشرقی غلامی کے کسی قانون کو منظوری دے دی، تو اسے انتہائی غضب سلطانی کیلئے ہر وقت تیار رہنا چاہیے، انگریزی تاج و تخت کے مالک نے صادر کیا تھا، یا کسی اور نے؟ جارج سوم، جسے غلامی کے باقی رکھنے پر انتہائی اصرار تھا، اور جس نے جبری کمزوری کے باعث اسکی تائید کرو یا تھا، برطانیہ ہی کے بادشاہ وہ وزیر تھے، یا کہیں اور کے؟ پھر قدیم روم میں تو غلام ادیب و شاعر و عالم و فاضل سب کچھ ہو سکتا تھا۔ یہ قانون نافذ کرنا، کہ حبشی کے لئے لکھنا اور پڑھنا سخت ترین جرم ہو، یہ شرف انیسویں صدی عیسوی کی مسیحی و متمدن سلطنت امریکہ کو حاصل ہوا یا کسی اور کو؟ انگلستان، اٹلی، اسپین، امریکہ، ان میں سے کونسی ایسی متمدن سلطنت ایسی ہے جس نے اپنے زمانہ میں جبکہ رسم غلامی تقریباً دنیا سے مٹ چکی تھی، اسکے از سر نو زندہ کرنے کے ثواب عظیم میں حصہ نہیں لیا؟

اور پھر قدیم قومیں تو صرف افراد و اشخاص کو غلام بنانے تک محدود رہی تھیں، یہ انہی لائق ترین اور کروڑوں کی تعداد میں ساری ساری قوموں، اور پورے پورے ملکوں کی پوری پوری آبادیوں کو غلام بنا لینے، اُنہیں اختیار رکھنے کہ انہیں مستقل طور پر نادار بنا دیں، اور پھر محض اسکے جسموں کی غلامی کو ناکافی سمجھ کر انکی عقلوں، انکے دماغوں، انکی روح کو غلامی کے شکنجہ میں لانے کا شرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتب خانہ اسلامیہ

[illegible]

[illegible]

سر سید مرحوم
خطبات احمدیہ
مکمل مجموعہ لکچر
[illegible]

نواب محسن الملک مرحوم
اسلام
مجموعہ لکچر
مسلمانوں کی ترقی و تنزل کے اسباب
[illegible]

مولوی چراغ علی مرحوم
اسلام کی دنیوی برکتیں
حضرت سلیمان
حضرت ہاجرہ

خلیفہ محمد حسین مرحوم
[illegible]

مولانا رشید احمد انصاری
المدنیۃ الاسلام
تحریر المرأۃ

مولوی عبد الغنی مرحوم
[illegible]

مولوی سید [illegible]
[illegible]
حیات خسرو

مولوی عبد اللہ [illegible]
پیام امید
[illegible]

مولانا حالی مرحوم
[illegible]
حیات سعدی
حیات جاوید
مجموعہ نظم حالی

مولانا [illegible] مرحوم
نور جہاں بیگم
ٹیپو سلطان
[illegible]

مولانا اسلم جیراجپوری
سیرۃ الرسول
تاریخ [illegible]
[illegible]
[illegible]
تاریخ نجد
حیات حافظ
[illegible]

[illegible]
ذکر جمیل
ذکر الحبیب
سیرۃ الصدیق
[illegible]

نیاز فتحپوری
[illegible]
صحابیات

[illegible]
خاتم النبیین
[illegible]

مولانا [illegible] مرحوم
[illegible]
[illegible]
[illegible]
مجموعہ [illegible]

مولانا [illegible] مرحوم
تاریخ ہندوستان
[illegible]

مولوی بشیر الدین احمد
[illegible]
تاریخ [illegible]

خواجہ حسن نظامی
[illegible]

[illegible]
[illegible]
سیرۃ العباس
سیرۃ [illegible]

مولانا شبلی مرحوم
سیرۃ النبی جلد اول
جلد دوم
[illegible]
الفاروق
سیرۃ النعمان
المامون
الغزالی
سوانح مولانا روم
[illegible]

مولانا سید سلیمان ندوی
[illegible]
[illegible]
حیات امام مالک
[illegible]
سیرت عائشہ

مولانا عبد السلام ندوی
[illegible]
[illegible]
سیرۃ عمر بن عبد العزیز
تاریخ [illegible]
[illegible]

مولوی عبد الرزاق [illegible]
[illegible]

[illegible]
سیرۃ الصحابیات
[illegible]

مولانا شرر لکھنوی
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

قاضی سلیمان [illegible]
رحمۃ للعالمین
سفرنامہ [illegible]

[illegible]
[illegible]

مولانا عبد الماجد [illegible]
[illegible]

[illegible]
سیرۃ الحبیب
[illegible]
زیب النساء بیگم
نورجہاں بیگم

مولانا اشرف علی تھانوی
تفسیر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مولانا محمد [illegible] شاکر
[illegible]

[illegible]
[illegible]

مولوی احمد [illegible]
[illegible]

مولانا ابو الکلام آزاد
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مولانا عبد اللہ عمادی
[illegible]

منشی نوازش علی
[illegible]

[illegible]
[illegible]

مولوی محمد علی [illegible]
[illegible]

مولوی عبد الحلیم [illegible]
[illegible]